

مولانا محمد شہاب الدین صاحب ندوی
جنرل سکرٹری فریق نیہ اکیڈمی ٹرسٹ، بنگلور

اسلام میں طلاق کا قانون

اور اس کی فلسفہ

اللہ تعالیٰ نے تمام حیوانات و نباتات کو جوڑے جوڑے بنا کر پیدا کیا ہے۔ یعنی تمام جانداروں کو نر و مادہ کے روپ میں ڈھالا ہے۔ تاکہ ان کے ملاپ سے ان کی نسلیں مشیت الہی کے تحت تسلسل کے ساتھ جاری رہیں۔ اور جدید تحقیقات کے مطابق یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ پیر پودوں میں بار آوری کا یہ عمل نہایت درجہ حیران کن طریقوں سے عمل میں آتا ہے۔ جو کہ رسائے عالم کی ربوبیت اور اس کی کمرشلہ سازیوں کا ایک انوکھا روپ ہے۔

حیوانی دنیا میں اللہ تعالیٰ نے ہر نوع اور ہر صنف میں ایک دوسرے کے لئے کشش و الفت رکھ دی ہے تاکہ وہ ایک دوسرے کی طرف کھینچ سکیں۔ اور ان کے درمیان میل ملاپ کا سلسلہ جاری رہے۔ مگر جہاں تک نوع انسانی کا تعلق ہے۔ اس پر خالق کائنات نے چند قیود و پابندیاں عائد کر کے دیگر انواع حیات کے عکس آزاد جنسی تعلق کو ممنوع قرار دیا ہے۔ کیونکہ انسان محض ایک حیوان یا کوئی پیر پودا نہیں بلکہ اشرف المخلوق ہے جس کو ذہنی و اخلاقی شعور سے بھی سرفراز کیا گیا ہے۔ اور اسی ذہنی و اخلاقی شعور کی بنا پر اسے ایک ذمہ دار اور مہذب سہتی قرار دیا گیا ہے۔ اور اس منصب سے دیگر تمام انواع حیات محروم ہیں۔

محرم جنسی لذت طلبی ممنوع | اللہ تعالیٰ نے نوع انسانی کے لئے جب آزاد جنسی تعلق کو ممنوع قرار دیا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ اب ایک محدود و ازدواجی زندگی گزارے۔ اور اس کے لئے اس نے نکاح کا ضابطہ تجویز کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام آسمانی مذاہب میں لوگوں کو نکاح کی ترغیب دی گئی ہے۔ اور "سفاح" یعنی بغیر نکاح کے کسی عورت سے جنسی تعلق قائم کرنے (زنا کاری) سے منع کیا گیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے مردوں اور عورتوں پر لعنت فرمائی ہے جو محض جنسی لذت کی خاطر بے راہ روی میں مبتلا ہوں اور آزاد جنسی تعلقات کے خواہشمند ہوں۔ یا محض تنوع اور لطافت اندوزی کی خاطر میاں بیوی کو طلاق دینے والا اور بیوی میاں سے طلاق طلب کرنے والی ہو۔ چنانچہ ارشاد رسول ہے۔

لَعَنَ اللَّهُ الذَّوَاقِينَ وَالذَّوَاقَاتِ اللَّهُ لعنت کرے جنسی چپسکہ اٹھاتے رہنے والے

مردوں اور ایسی عورتوں پر۔

غرض اسلام میں جس طرح آن جنسی تعلق اور خفیہ آشنائی وداشتہ گری کی ممانعت ہے اسی طرح جنسی عیاشی کی خاطر اپنی منکوحہ عورت کو بلا وجہ طلاق دے کر کسی دوسری عورت سے بیاہ رچانا بھی سخت ناپسندیدہ فعل ہے چنانچہ سورہ نسا میں جہاں پر محرمات (وہ عورتیں جن سے کسی صورت میں نکاح نہیں ہو سکے) کا بیان آیا ہے وہاں پر یہ بھی بتا دیا گیا ہے کہ باقی عورتیں (غیر محرمات) صرف اسی صورت میں حلال ہو سکتی ہیں جب کہ وہ قید نکاح میں آچکی ہوں۔ یعنی آزاد شہوت رانی نہ پائی جاتی ہو۔

وَأَحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَٰلِكُمْ أَن تَبْتَغُوا بِأَمْوَالِكُمْ مُنْصِفِينَ غَيْرِ مُسْفِحِينَ

اور ان (محرمات) کے سوا باقی عورتیں تمہارے لئے حلال ہیں، اس طرح کہ مال خرچ کر کے ان سے نکاح کر لو بشرطیکہ اس سے مقصود عفت قائم رکھنا ہو نہ کہ شہوت رانی کرنا (نسا ۲۴)

اس کی مزید وضاحت سورہ مائدہ میں اس طرح کی گئی ہے۔

إِذَا اتَّخِمُوهُنَّ أَجُورَهُنَّ مُحْصِنِينَ غَيْرِ مُسْفِحِينَ وَلَا مُتَّفِذِي

جب کہ تم ان عورتوں کے مہر نہیں دے دو اس طور پر کہ تم قید نکاح میں آجاؤ نہ کہ بدکاری کرنے والے اور نہ خفیہ آشنائی کرنے والے

أَنفِدَانِ (مائیدہ ۵)

زنا کاری میں معاشرے کی تنہائی | اس اعتبار سے اسلامی شریعت میں نکاح کی ترغیب دی گئی ہے اور بے نکاحی

جنسی تعلقات یعنی زنا کاری کی سخت مذمت کی گئی ہے۔ اسلام میں زنا کاری ایک سخت ترین معاشرتی گناہ اور قابلِ تعزیر جرم ہے۔ اگر کوئی شادی شدہ مرد اور شادی شدہ عورت اس فعل بد میں مبتلا ہو جائیں تو اس کی سزا ان دونوں کی سنگساری ہے۔ لہذا اپنی جنسی خواہش کو پورا کرنے کے اسلام مرد اور عورت کو حلال طریقہ اختیار کرنے یعنی نکاح کا ذریعہ اپنانے کی تاکید کرتا ہے۔ تاکہ معاشرے میں بد اخلاقی اور جنسی مفاسد فروغ نہ پائیں جو اس کی تخریب و تنہائی کا باعث ہوتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ جس معاشرے میں آزاد جنسی تعلقات یا زنا کاری کا دور دورہ ہو اس کا خاندانی نظام ٹوٹ جاتا ہے لاوارث اور صرائی بچوں کی بہتات ہو جاتی ہے۔ افراد معاشرے کی اخلاقی حالت گر جاتی ہے۔ اور وہ بہت سے امراض خبیثہ کا شکار بھی ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ آج مغربی ممالک میں جنسی انارکی اور انتشار کی بدولت حالات بد سے بدتر ہو گئے ہیں۔ اور اس سلسلے میں جو اعداد و شمار ہمارے سامنے آئے ہیں وہ حد درجہ ہولناک ہیں۔ اسی وجہ سے اسلام میں آزاد جنسی تعلقات یا زنا کاری کی سخت سے سخت سزا تجویز کی گئی ہے تاکہ لوگوں کو اس سے عبت حاصل

ہو۔ اور اس کی برائی ان کے ذہن و دماغ میں بیٹھ جائے۔

طلاق کا جواز کس لئے | جس طرح ایک سماجی بندھن ہے جو مرد اور عورت کو ایک رشتہ میں منسلک کر دیتا ہے۔ اسی طرح طلاق ایک ایسا اعلان ہے جو دونوں کو ایک دوسرے سے جدا کرتا ہے۔ نکاح کا مقصد گھریلو تعلقات کی استواری اور طرفین کا اپنی اپنی ذمہ داریوں کو خوش اسلوبی کے ساتھ ادا کرتے رہنا ہے۔ مگر بعض اوقات اختلاف مزاج یا طرفین میں سے کسی کے ظلم و زیادتی یا دیگر وجوہات کی بنا پر اپنی ذمہ داریوں کو خوش اسلوبی کے ساتھ ادا کرنا ممکن نہیں رہتا۔ ایسی صورت میں جب معاملہ حد سے بڑھ جائے۔ اور کسی اصلاح کی امید ہی باقی نہ رہ جائے تو پھر شریعت اجازت دیتی ہے کہ طلاق یا خلع کے ذریعہ اس معاشرتی بندھن سے چھٹکارا حاصل کر لیا جائے۔ بلکہ بعض اوقات شرع سے بچنے کے لئے اس قسم کا چھٹکارا حاصل کر لینا ہی زیادہ بہتر ہوتا ہے۔ تاکہ مزید خرابیاں پیدا نہ ہونے پائیں۔

اسلام جیسا میت اور قدیم ہندو مت کی طرح طلاق کو قانوناً ناجائز قرار نہیں دیتا۔ جن کی نظروں میں طرفین کو سوائے موت کے کوئی چیز ایک دوسرے کو جدا نہیں کر سکتی۔ ظاہر ہے کہ نکاح سے مقصود ازدواجی تعلقات کی خوشگواہی اور خاندانی و عائلی نظام میں رخنہ پڑنے کا اندیشہ پیدا ہو جائے تو پھر ایسا بندھن کس کام کا جو ایک رستا ہونا سور اور معاشہ کا پھوڑا بن جائے؟ ظاہر ہے کہ نکاح کا مقصد صرف اتنا ہی نہیں ہے کہ ایک مرد اور ایک عورت کسی نہ کسی طرح ایک رشتے میں بندھے رہیں۔ خواہ ان کے باہمی تعلقات کتنے ہی خراب کیوں نہ ہو گئے ہوں! طبیعتوں اور مزاجوں کا اختلاف ایک امر واقعہ ہے۔ اس کے علاوہ بعض مخصوص سماجی عوامل ایسے بھی ہوتے ہیں جو اس اختلاف کو اور زیادہ ہوا دینے والے ہوتے ہیں۔ مثلاً طرفین کے خاندانی روابط میں جگاڑ اور ایک دوسرے کے ساتھ مخالفانہ و مناصفانہ رویہ وغیرہ۔ اور بعض اوقات یہ تمام اسباب و عوامل مل کر مرد کو طلاق دینے پر اور عورت کو خلع حاصل کرنے پر مجبور کر دیتے ہیں۔

اسلام چونکہ ایک فطری اور عقلی مذہب ہے اس لئے اس کے تمام احکام بھی علم و حکمت سے لبریز ہیں چونکہ اسلام نے آزادانہ جنسی تعلق یا زنا کاری کو حرام اور قابلِ تعزیر جرم قرار دیا ہے۔ لہذا جب میاں بیوی کے تعلقات بگڑ جائیں اور ان دونوں میں کسی بھی طرح صلح نہ ہو سکے تو بہتر یہی ہے کہ ان دونوں کا راستہ الگ الگ کر دیا جائے۔ ورنہ ظاہر ہے کہ اس کشیدہ اور ابتر صورت میں زبردستی ان کو باندھ کر رکھنے کا نتیجہ زنا کاری یا خفیہ جنسی تعلق کا دروازہ کھولنا ہوگا مگر اسلام نے چونکہ پہلے ہی اس پر بندش لگا دی ہے تو اب دوسرا راستہ سوائے طلاق کے اور کچھ نہیں ہے اور اسی میں ان دونوں کا بھلا ہے یہ ہے اسلام میں عقلی اعتبار سے طلاق کی حکمت۔

طلاق سخت ناپسندیدہ چیز | مگر اس موقع پر یہ بات بھی خوب اچھی طرح سمجھ لینی چاہئے کہ نکاح اگرچہ بظاہر ایک معاشرتی و عمرانی معاہدہ نظر آتا ہے۔ مگر درحقیقت وہ تمدنی معاملات کے برعکس تعبثی حیثیت کا حامل بھی دکھائی دیتا ہے

کیونکہ وہ ایک اعتبار سے سنت و عبادت کی حیثیت بھی رکھتا ہے۔ یعنی اس میں یک گونہ مذہبی تقدس کا عنصر بھی شامل ہے اگر وہ ایک "اٹوٹ بندھن" نہ ہو۔ اسی وجہ سے دیگر تمدنی معاملات کے برعکس نکاح کے بندھن کو بلا وجہ توڑنا یعنی طلاق دینا اسلام کی نظر میں سخت ناپسندیدہ بات ہے۔ کیونکہ وہ حقیقتاً دو خاندانوں کے بگاڑ کا سبب ہے جس کی وجہ سے بسا اوقات معاشرے میں سخت قسم کا انتشار پیدا ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طلاق کو حلال چیزوں میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ چیز قرار دیا ہے۔ چنانچہ اس سلسلے میں چند حدیثیں ملاحظہ ہوں۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
ما احل الله شيئاً ابغض اليه من
الطلاق
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے
طلاق سے زیادہ ناپسندیدہ کسی چیز کو حلال نہیں
کیا۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
يا معاذ! ما خلق الله شيئاً على
وجه الارض احب اليه من
العتاق - ولا خلق شيئاً على وجه
الارض ابغض اليه من الطلاق
ان من ابغض الحلال الى الله
الطلاق
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے معاذ!
اللہ نے روئے زمین پر غلام کو آزاد کرنے سے زیادہ
پسندیدہ کوئی چیز پیدا نہیں کی اور اسی طرح روئے
زمین پر طلاق سے زیادہ ناپسندیدہ کوئی دوسری
چیز بھی پیدا نہیں کی۔

تَزَوَّجُوا وَلَا تَطْلِقُوا ، فَإِنَّ
الطَّلَاقَ يَهْتَرُ مِنْهُ الْعَرْشُ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نکاح
کرو اور طلاق مت دو کیونکہ طلاق کی وجہ سے
عرش ہلنے لگتا ہے۔

اس اعتبار سے دیکھا جائے تو نظر آئے گا کہ اسلام میں نکاح کی حیثیت نہ تو قدیم عیسائیت اور ہندو مت
کی طرح "جنم جنم کا بندھن" ہے اور نہ محض ایک تمدنی یا سماجی بندھن کہ جو بچا معاہدہ کر لیا اور جب چاہا توڑ دیا
بلکہ ایسا کرنا یعنی "ذواقیت" یا محض لطف اندوزی کی خاطر نکاح کرتے رہنا سخت مذموم و معیوب ہے جیسا کہ

۱۔ سنن ابی داؤد کتاب الطلاق، ۲/ ۶۳۱ مطبوعہ حصہ دہشام ۲۔ سنن دارقطنی کتاب الطلاق، ۴/ ۳۵ مطبوعہ قاہرہ

۱۳۸۹ھ ۳ شعبی، منقول از تفسیر قرطبی ۱۸/ ۱۴۹ ۴ ایضاً

بعض حدیثوں میں اس کی مذمت کی گئی ہے۔

لَا تَطْلُقُوا النِّسَاءَ إِلَّا مِنْ رِبِّیَّةٍ
فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ لَا یُحِبُّ
الذَّوَاقِیْنَ وَالذَّوَاقَاتِ
عورتوں کو طلاق مست و کسی (قوی) شہد کے۔
کیونکہ اللہ محض جنسی مزہ لینے والے مردوں اور
جنسی مزہ لینے والی عورتوں کو پسند نہیں کرتا یہ

طلاق کب جائز اور کب ناجائز ہے | حاصل یہ کہ طلاق دینے کے معاملے میں سخت احتیاط اور توازن کی ضرورت ہے
طلاق نہ دینے کی صورت میں جس طرح ضربیاں پیدا ہو سکتی ہیں اسی طرح طلاق دینے کی صورت میں بھی بگاڑ پیدا ہو سکتا ہے
لہذا طلاق دینے سے پہلے ان دونوں پہلوؤں پر ہر اعتبار سے سوچ لینا چاہئے۔ اور علماء نے لکھا ہے کہ طلاق کے جائز
یا ناجائز ہونے کے اعتبار سے اس کی چار مندرجہ ذیل قسمیں ہیں۔

۱۔ واجب ۲۔ مستحب ۳۔ حرام ۴۔ مکروہ

۱۔ طلاق اس واجب ہوتی ہے جب میاں بیوی کے جھگڑے میں فیصلہ کرنے والے ثالثوں کی رائے یہ ہو کہ ان دونوں کو
الگ کر دینا ہی بہتر ہے۔

۲۔ طلاق مستحب اس وقت ہوتی ہے جب میاں بیوی متفق نہ ہوں۔ اور دونوں کے درمیان شدت اختیار کر لے۔ اس
صورت میں گناہ سے بچنے کے لئے دونوں کا الگ ہو جانا ہی بہتر ہے۔

۳۔ طلاق ناجائز یا حرام اس صورت میں ہوتی ہے جب عورت مدخولہ (مباشرت کی ہوئی) ہونے کی صورت میں حیض
کی حالت میں ہو یا اسے طہر (عورت کی پاکی کی حالت) میں ہو جس میں وہ عورت سے مباشرت کر چکا ہو۔

۴۔ اور طلاق مکروہ (نا پسندیدہ) اس صورت میں ہوگی جب کہ میاں بیوی کے تعلقات درست (مار مل) ہوں اور
دونوں ایک دوسرے کے حقوق ادا کر رہے ہوں۔

اور بعض فقہانے یوں لکھا ہے کہ:-

(۱) طلاق اس وقت واجب ہوتی ہے جب مرد کسی جنسی عیب کی بنا پر اپنا وظیفہ طبعی ادا کرنے پر قادر نہ ہو۔ یا عورت
کا نفقہ (خرچہ) ادا نہ کر سکتا ہو۔ اس صورت میں عورت کو حق پہنچتا ہے کہ وہ اپنے لئے طلاق کا مطالبہ کرے اور ایسی حالت
میں مرد پر شرعاً واجب ہے کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دے دے۔ کیونکہ ایسی صورت میں عورت کو بد اخلاقی یا بے آبروی
میں مبتلا ہونے کا کسی مشکل میں پڑ جانے کا اندیشہ رہتا ہے۔

۱۔ ثعلبی، منقول از تفسیر قرطبی ۱۴۹/۱۸

۲۔ تفسیر ابن جوزی ۲۶۴/۱ مطبوعہ دمشق نیز شرح مسلم از نووی ۶۱/۰-۶۲ مطبوعہ۔

- ۲۔ طلاق اس صورت میں حرام ہوگی جب اس کی وجہ سے شوہر کو اپنی عورت یا کسی اجنبی عورت کے ساتھ حرام کاری میں مبتلا ہونے یا لوگوں کے حقوق غصب کرنے کا اندیشہ ہو۔
- ۳۔ طلاق مکروہ اس صورت میں ہوگی جب بغیر کسی سبب کے دی جائے کیونکہ ایسا کرنا اصلاً ناجائز ہے۔
- ۴۔ اور طلاق مستحب اس وقت ہوگی جب عورت بد اخلاق ہو۔ چاہے وہ بدکار ہو یا گستاخ یا نماز روزہ وغیرہ فرائض ترک کرنے والی ہو۔ ۱۵

طلاق کا حق مرد ہی کو کیوں ہے؟ غرض اس موقع پر ایک اہم سوال یہ ہے کہ طلاق دینے کا حق کس کو ہے؟ آیا مرد کو یا عورت کو؟ تو اسلام نے یہ حق اصلاً مرد کو دیا ہے کہ وہ اپنی صوابدید کے مطابق سوچ سمجھ کر اس حق کو استعمال کرے۔ اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ فطری و طبعی اعتبار سے عورت کے مقابلے میں مرد میں کھل، بردباری اور دوراندیشی کا مادہ زیادہ ہوتا ہے۔ اور اس لحاظ سے ایک شخص اپنی بیوی کو طلاق دینے سے پہلے ہزار بار اپنے مستقبل کے بارے میں سوچے گا کہ اسے طلاق دینی چاہئے یا نہیں؟ اور جب وہ طلاق دینے کا فیصلہ کر ہی لے گا تو اس کا یہ فیصلہ طویل غور و خوض کا نتیجہ ہوگا۔ اور دوسری وجہ یہ ہے کہ مرد کے اوپر عورت کے مقابلے میں ذمہ داریاں بہت زیادہ ہوتی ہیں۔ معاشی کفالت و خبرگیری کا بوجھ بھی اس کے کندھوں پر رہتا ہے۔ اور صاحب اولاد ہونے کی صورت میں تو وہ سہرا پا ذمہ دار بن جاتا ہے۔ لہذا وہ طلاق دینے سے پہلے ان تمام پہلوؤں پر اچھی طرح سوچ لیتا ہے اور اسلام کے نتیجے میں اسے کیا کیا نقصان ہو سکتے ہیں۔

اس کے برعکس اسلامی قانون کی رو سے عورت پر معاشی ذمہ داریوں کا بوجھ نہیں ڈالا گیا اس وجہ سے عورت کو یہ حق نہیں دیا گیا اور دوسری وجہ یہ ہے کہ اگر عورت کو بھی یہ حق دے دیا جاتا تو چونکہ وہ زیادہ جذباتی ہوتی ہے اس لئے وہ بغیر غور و فکر کے بات بات طلاق دیتی۔ پھر بھی اسلام نے عورت کے ساتھ انصاف کرتے ہوئے خلع کا حق دیا ہے اگر وہ چاہے تو کسی معقول بنیاد پر مرد سے علیحدگی کا مطالبہ کر سکتی ہے اور اس اعتبار سے اسلامی شریعت نے نہایت درجہ دانشمندانہ طور پر عورت اور مرد دونوں کی فطرت اور طبیعت کو ملحوظ رکھتے ہوئے حد درجہ منصفانہ اور مناسب حال احکام جاری کئے ہیں۔

طلاق ایک پرائیویٹ معاملہ | طلاق مرد اور عورت کا ایک پرائیویٹ معاملہ ہے کیونکہ وہ دونوں ایک دوسرے کے راز دار ہوتے ہیں۔ اور ایک دوسرے کی کمزوریوں سے بھی بخوبی واقف ہے لہذا بعض ناگزیر وجوہ کی بنا پر نوبت جب طلاق پر آ جاتی ہے تو بہتر یہی ہوتا ہے کہ طلاق کے اسباب کو مخفی ہی رکھا جائے۔ ایک دوسرے کی کمزوریوں کو معاشرہ

میں طہشت ازبام نہ کیا جائے جس کی وجہ سے مزید ضرابی اور مفسدہ پیدا ہونے کا اندیشہ ہو۔ اسلام نے ان تمام پہلوؤں کو مد نظر رکھتے ہوئے مرد کو طلاق کا اور عورت کو خلع کا حق دیا ہے۔ جو ہر فرد کا شخصی و ذاتی حق ہے۔ اب اس شخصی و انفرادی حق کو حکومت یا عدالت کی طرف منتقل کرنا اور طلاق کی ضرورت کو عدالت کے ذریعے ثابت کرنے کی کوشش کرنا اسلام کے عطا کردہ شخصی و انفرادی آزادی کو چھیننے کے مترادف ہے۔ قرآن مجید تو اس مسئلے میں صاف صاف کہتا ہے۔

الَّذِي بَيْدَهُ عُقْدَةُ النِّكَاحِ (بقوۃ ۲۳)

وہ شخص جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے۔

اس کی شرح میں ایک حدیث منقول ہے کہ عقدہ نکاح کا مالک شوہر ہے۔
اس کا مطلب یہ ہے کہ نکاح مکمل ہو جانے کے بعد نکاح کو قائم رکھنے یا ختم کرنے کا مالک شوہر ہے۔ اور وہی طلاق دے سکتا ہے۔

غرض طلاق دینے یا نہ دینے کا اختیار صرف شوہر کو ہے اور یہ حق کسی اور کی طرف منتقل نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح وہ کسی کی اجازت پر بھی موقوف نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس صورت میں اس کا یہ شرعی حق چھیننا یا اس پر پابندی عائد کرنا ہو گا جو جائز نہیں ہے۔

طلاق کا صحیح طریقہ | مذاہب عالم اور خصوصاً یہودیت و عیسائیت میں نکاح و طلاق کے ضوابط کے سلسلے میں جو سختیاں موجود تھیں یا ان میں جو کوتاہیاں ہوئیں ان کے ازالے کے لئے اور اس کی حکمت

اسلامی شریعت کو نہ صرف ایک کامل ضابطہ کے روپ میں پیش کیا گیا ہے۔ بلکہ اس کے ہر قسم کے نقص و عیب سے بھی محفوظ رکھا گیا ہے۔ چنانچہ طلاق دینے کے متعدد شرائط رکھی گئی ہیں جن کو ملحوظ رکھنے کے باعث اول تو طلاق دینے کی نوبت ہی بہت کم آتی ہے۔ اور اگر آتی بھی ہے تو پھر دی ہوئی طلاق واپس لے کر مطلقہ عورت کو دوبارہ اپنی بیوی بنانے کا موقع حاصل رہتا ہے۔

چنانچہ جب کوئی شخص کسی وجہ سے اپنی بیوی کو طلاق دینے پر مجبور ہو جائے تو اصل اسلامی قانون کے مطابق اس کا سنت طریقہ یہ ہے کہ وہ اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق نہ دے بلکہ پاکی کی حالت میں دے۔ اور پاکی کی حالت میں طلاق دینے کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ اس نے اس دوران اپنی بیوی سے مباشرت نہ کی ہو۔ یعنی جس طہر (عورت کی پاکی کی حالت) میں وہ عورت کو طلاق دے رہا ہے اس میں اس سے ہم بستر ہونے بغیر طلاق دے۔ اور اسلامی شریعت ان دو بنیادی شرائط کو عائد کر کے دراصل مرد کو طلاق دینے سے روکنا چاہتی ہے۔ وہ اس طرح کہ حیض کی حالت میں مباشرت کرنا طبعی نقطہ نظر سے سخت نقصان دہ بات ہے جس کی وجہ سے بسا اوقات عورت کی جان کے

لائے پڑ جاتے ہیں۔ اسی بنا پر یہ حالت ہفتہ عشرہ تک قائم رہتی ہے جو مردوں پر زیادہ تر شافی گزرتی ہے۔ اور وہ عورت کے پاک ہونے کی راہ دیکھتے رہتے ہیں۔ اب چونکہ شریعت نے یہ شرط رکھی ہے کہ عورت کو اگر طلاق دینا ہے تو اس کی پاکی کی حالت میں اور بغیر مباشرت کے طلاق دو۔ تو اس شرط کو اکثر مرد پورا نہیں کر پائیں گے۔ نتیجہ یہ کہ طلاق کی نوبت ہی نہیں آئے گی۔ اس طرح طلاق دینے کو اسلامی شریعت میں ”طلاق سنت“ کہا گیا ہے۔ یعنی طلاق دینے کا صحیح اور اور مستنون طریقہ۔

اسی طرح طلاق کا سنت طریقہ یہ بھی ہے کہ طلاق دینا اگر ضروری ہو تو صرف ایک طلاق دی جائے رتین طلاقیں نہ دی جائیں، جس کی رو سے بعد میں عدت کے اندر رجوع کر کے (دی ہوئی طلاق واپس لے کر) مطلقہ کو بچہ سے بیوی بنا لینے کا اختیار باقی رہتا ہے۔ چنانچہ جب کوئی شخص طلاق کی ان شرائط کو پورا کرتے ہوئے اگر طہر کی حالت میں اپنے نفس پر حیر کر کے طلاق دے بھی دے تو ایک طلاق (اور اسی طرح دو طلاق) دینے کی صورت میں اسے اپنے فعل پر شرمندہ ہونے کی نوبت نہیں آتی۔ اس طرح شریعت نے قدم قدم پر حکمت و مصلحت اور دانشمندی کا مظاہرہ کیا ہے تاکہ طلاق کی نوبت بہت کم آ سکے۔ مگر تین طلاق ایک ساتھ یا ایک ہی طہر میں یا حیض کی حالت میں دے دینا لوگوں کی جہالت ہے جس کی وجہ سے رجوع کرنے کا موقع باقی نہیں رہتا۔

چنانچہ بیک وقت یا ایک ہی طہر میں یا حیض کی حالت میں طلاق دینے سے عورت فوری طور پر حرام ہو جاتی ہے جس کو اصطلاح میں ”طلاق مغلطہ“ کہتے ہیں۔ یعنی سخت طلاق۔ اور ایسی عورت کا حکم یہ ہے کہ جب تک وہ دوسرا نکاح کر کے دوسرے سے ہم بستری کے بعد طلاق حاصل نہ کر لے وہ پہلے شوہر کے لئے حلال نہیں رہتی۔ یہ سخت ضابطہ شریعت نے اس لئے رکھا ہے کہ کوئی شخص اپنی بیوی کو بیک وقت تین طلاق ہرگز نہ دے۔ بلکہ اس کے نتائج پر اچھی طرح غور کر لے۔ لیکن اگر وہ یہ سخت قدم اٹھائے گا تو پھر بیوی بھی بطور سزا اس پر حرام ہو جائے گی۔

تین طلاق کا مسئلہ اسلامی شریعت میں طلاق کا سب سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ عورت کو سنت طریقے کے مطابق ایسے طہر کی حالت میں جس میں اس سے مباشرت نہ کی ہو۔ صرف ایک طلاق دے کر چھوڑ دے۔ یہاں تک کہ اس کی عدت گزر جائے۔ اس کو اصطلاح میں ”طلاق احسن“ (سب سے اچھی طلاق) کہا جاتا ہے۔ اور طلاق سنت کی ایک دوسری قسم بھی ہے۔ جس کے مطابق عورت کو تین طہروں میں تین (ہر طہر میں ایک ایک) طلاق بھی دی جاسکتی ہے اور اسے ”طلاق حسن“ (اچھی طلاق) کہا جاتا ہے مگر اس صورت میں تیسری طلاق کے بعد عورت حرام (باقی منظر) ہو جاتی ہے۔

ایسی طلاق جس میں رجوع کرنے کا حق باقی رہتا ہے وہ صرف ایک یا دو طلاق تک ہی ہوتا ہے جب کہ تین طلاقیں کے بعد عورت حرام (باقی منظر) ہو جاتی ہے۔ اور اس میں حکمت یہ ہے کہ جب کوئی شخص اپنی بیوی کو ایک

طلاق دیتا ہے تو ہر عدت گزرنے سے پہلے رجوع کرنے کا حق حاصل رہتا ہے۔ اور اس سے اپنے فیصلے پر غور و خوض کرنے کا بھی کافی موقع ملتا ہے۔ کیونکہ یہ مدت تین ماہ کی ہوتی ہے۔ جس میں عورت کی جذباتی اس پر بہت شاق گذرتی ہے۔ مگر جب وہ اپنے فیصلے پر نظر ثانی نہیں کرتا یا اس دوران عدت کے اندر اگر دوسری طلاق بھی دے دیتا ہے تو اس سے ظاہر ہوگا کہ اس نے عورت سے جدا ہونے کا پکا فیصلہ کر لیا ہے۔ اور اس بنا پر وہ مزید غور و خوض کو سیکار سمجھتا ہے اس کا یہ رویہ دو طلاقیں سے بخوبی ظاہر ہو جائے گا۔ اور تیسری طلاق قطعی فیصلہ کر دے گی کہ اسے بیوی کی ضرورت ہے یا نہیں؟ دیہ بات طلاق حسن کی صورت میں ہوگی۔ اسی وجہ سے قرآن مجید میں کہا گیا ہے کہ:-

”طلاق دوبار ہے“ (بقرہ ۲۲۹) یعنی طلاق رجعی دوبار ہے جس میں طلاق دینے والے کو غور کرنے کا کافی موقع مل جاتا ہے۔ پھر اس کے بعد ”یا تو سیدھے طریقے سے روک لینا ہے یا سیدھے طریقے سے رخصت کر دینا“ (بقرہ ۲۲۹) اس طرح شریعت نے زیادہ سے زیادہ تین طلاقیں کی حد مقرر کی ہے۔ اور اس میں بہت بڑی حکمت کار فرما ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر تین سے زیادہ مرتبہ طلاق دینے کا اختیار دیا جاتا تو اس صورت میں طلاق مرد کے لئے ایک تنہیاریا ایک کھلونا بن جاتی۔ اور تین سے کم کا اختیار دینے کی صورت میں غور و فکر یا اپنے فیصلے پر نظر ثانی کا موضوع باقی نہ رہتا۔

طلاق چونکہ اصلاً مکروہ ہے اسی وجہ سے تین کے اندر رجوع کرنے کا اختیار دیا گیا ہے اور تیسری طلاق کے بعد بیوی بطور سزا طلاق دینے والے پر حرام ہو جاتی ہے۔ کیونکہ بیوی کے روپ میں اللہ تعالیٰ نے اسے دنیا کی جو سب سے بڑی نعمت عطا کی تھی اس کی اس نے صحیح قدر نہیں کی۔ بلکہ اس نعمت کو پائے حقارت سے ٹھکرا دیا ہے۔ تو اب اسے اس کے شرعی نتائج بھگتنے ہی ہوں گے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ ایک شخص خدا کی ایک نعمت کو حقارت سے ٹھکرائے بھی اور وہ اس سے چمٹا بھی رہے۔ یا اس انتہائی اقدام کے باوجود اسے اس نعمت سے مستفید ہونے کا موقع بھی دیا جاتا رہے۔ ظاہر ہے کہ یہ ایک خلاف عقل بات ہوگی۔ لہذا اب اس کی سزا یہ ہے کہ اب اس کی بیوی جب تک کسی دوسرے مرد کا منہ نہ دیکھ لے وہ پہلے کے لئے حلال نہیں ہو سکتی۔ اور اس کے لئے بھی عورت کی رضا مندی کے علاوہ نئے مہر سے اور نئے مہر کے ساتھ نکاح ضروری ہے۔ اور شریعت کا یہ پورا ضابطہ حکمتوں اور مصالحتوں سے بھرا ہوا ہے۔

طلاق رجعی کی حکمت | طلاق رجعی دہلانے والی طلاق جو تین سے کم ہو، میں نکاح نہیں ٹوٹتا۔ بلکہ باقی رہتا ہے جب تک عدت ختم نہ ہو جائے۔ بخلاف طلاق بائن کے جس میں نکاح باقی نہیں رہتا لہذا طلاق رجعی کی صورت میں شریعت

۱۔ شاہ ولی اللہ نے جہ ۱۳۹/۲ میں اس موضوع پر جو اجمالی بحث کی ہے اس کی یہ شرح ہے۔ ۲۔ امام ابن قیم نے اپنے

فتاویٰ ۳۲۱/۳۲ میں جو اجمالی اشارہ کیا ہے اس کی یہ شرح و تفصیل ہے۔

نے مرد کو عورت کی عدت ختم ہونے سے پہلے رجوع کرنے (دی ہوئی طلاق کو واپس لینے) اور مطلقہ کو بچہ سے بیوی بنا لینے کا اختیار دیا ہے۔ تاکہ اگر کسی نے جلد بازی میں یا کسی فوری جذبے کی وجہ سے طلاق دے دی ہو تو اس کی تلافی کا موقع باقی رہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلامی قانون کی رو سے عدت کی حالت میں کسی غیر شخص کے لئے مطلقہ کو نکاح کا پیغام بھیجنا جائز نہیں ہے کیونکہ اس سے ان دونوں کی اصلاح پر اثر پڑ سکتا ہے۔

طلاق سے پہلے صلح صفائی | شریعت نے یہ تمام مصلحتیں نہایت دور اندیشی کے ساتھ رکھی ہیں۔ تاکہ معاشرے کی اصلاح اور سدھار کا کوئی ادنیٰ سے ادنیٰ موقع بھی ہاتھ سے جانے نہ پائے۔ اور یہ ساری مصلحتیں ایک صمیم اور سچے مذہب ہی کی نشانی ہو سکتی ہے۔ مگر آج کل عام طور پر طلاق دینے کا جو غلط طریقہ رائج ہو گیا ہے اس کی وجہ سے اصلاح اور نظر ثانی کا دروازہ بند ہو جاتا ہے۔ یعنی ایک وقت ایک ایک لفظ تین طلاق دینا اور اس طرح طلاق دینا اسلامی شریعت کی نظر میں خلاف سنت اور سخت گناہ کا باعث ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ میاں بیوی کا تعلق زندگی بھر کے لئے ہوتا ہے۔ اور وہ دونوں ایک دوسرے کے رفیق کار اور مونس و غم خوار ہوتے ہیں۔ بیوی اگر کچھ خامیاں ہوں تو کچھ خوبیاں بھی ہوتی ہیں۔ جس طرح کہ خود میاں میں اگر کچھ خوبیاں ہوں تو کچھ خامیاں بھی ہو سکتی ہیں۔ لہذا دونوں کو برداشت کرنے کی عادت ہونی چاہئے۔ ورنہ زندگی کی گاڑی آگے نہیں بڑھ سکے گی۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ انسان میں سو فیصد خوبیاں ہی خوبیاں پائی جائیں۔ اور وہ پوری طرح فرشتہ نظر آئے۔ لہذا قرآن مردوں کو حقیقت پسندانہ نقطہ نظر اپنانے کی دعوت دیتے ہوئے عورتوں کے ساتھ بھلے طریقے سے زندگی بسر کرنے اور ان کی بعض ناپسندیدہ عادتوں نظر انداز کرنے کی تاکید کرتا ہے۔ (نساء ۱۹)

لیکن پھر بھی اگر زوجین کے درمیان اختلاف برپا ہو جائے جو نزاع کی صورت اختیار کر لے تو اس وقت وہ حکم دیتے ہیں کہ طرفین کی جانب سے ایک بچہ بٹھا کر ان دونوں کے اختلافات کا فیصلہ کرے (نساء ۳۵) اس کے باوجود بھی اگر اصلاح نہ ہو تو پھر آخری چارہ کار کے طور پر طلاق کی اجازت دیتے ہیں مگر تاکید ہے کہ سنت طریقے کے مطابق صرف ایک طلاق دی جائے تاکہ بعد میں دوبارہ مصالحت اور ملاپ کی گنجائش باقی رہے۔ ورنہ تین طلاق سے رشتہ ازدواج پوری طرح منقطع ہو جاتا ہے۔

طلاق اصلًا فساد تمدن کا باعث | طلاق چونکہ حقیقتاً فساد معاشرت اور فساد تمدن کا باعث ہے اس لئے وہ اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے اور اس فعل سے صرف شیطان اور اس کے کارندوں ہی کو خوشی ہو سکتی ہے۔ شیطان اور اس کے کارندے چاہتے ہیں کہ میاں بیوی میں پھوٹ پڑ جائے۔ جس کے نتیجے میں ایک خاندان ٹوٹ کر تباہ ہو جائے۔ ایک خاندان چونکہ معاشرے کی ایک اکائی (یونٹ) ہوتا ہے۔ لہذا جب کسی معاشرے کی اکائیاں بکھر جائیں تو پھر ظاہر ہے کہ ایسا معاشرہ پنپ نہیں سکتا۔ جیسا کہ آج مغربی ممالک کا حال ہے۔ جو طلاقیوں کی کثرت بلکہ بھرمار کے باعث

آج اپنے زوال کے انتہائی منازل طے کر رہا ہے۔ اور اس کے اعداد و شمار حد درجہ ہولناک ہیں۔ اور اس سلسلے میں دوسری بات یہ ہے کہ جب کوئی خاندان ٹوٹ کر بکھر جاتا ہے تو اس سے طرح طرح کے معاشرتی فتنے پیدا ہوتے ہیں۔ اور اخلاقی برائیاں پھیلتی ہیں۔ جو تمدن و معاشرے کے استحکام میں رخنے پیدا کرتی ہیں اور اس اعتبار سے بھی آج مغربی ممالک کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔

اس سلسلے کی تیسری حقیقت یہ ہے کہ نکاح کے ذریعہ دو بے گانہ خاندانوں کے درمیان نسبی اور سسرالی جثیت سے جو دینا رشتہ قائم ہوا تھا اور ان دونوں کے درمیان جو اتحاد اور یگانگت پیدا ہوئی تھی وہ طلاق کی بدولت ان کی آن میں ختم ہو جاتی ہے۔ اور ان دونوں میں مستقل نفرت اور دشمنی پیدا ہو جاتی ہے۔

اسی وجہ سے ابلیس کا کوئی کارندہ جب میاں بیوی کے درمیان پھوٹ اور نفاق پیدا کر کے ان دونوں کو جدا کر دیتا ہے تو ابلیس اس فعل کو اس کارندہ کا ایک کارنامہ تصور کرتے ہوئے اس کی پیٹھ ٹھونکتا ہے۔ جیسا کہ ایک حدیث میں آتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابلیس اپنا تخت پانی پر بچھا لے پھر وہ اپنے کارندوں کو بھیجتا ہے (تاکہ وہ لوگوں کو گمراہ کرے) تو ان میں اس کا مقرب ترین کارندہ وہ ہوتا ہے جو سب سے زیادہ فتنہ گر ہو۔ چنانچہ جب کوئی کارندہ آکر اسے یہ رپورٹ دیتا ہے کہ اس نے فلاں فلاں کام کیا ہے تو وہ کہتا ہے کہ تو نے کچھ نہیں کیا۔ پھر ان میں کا ایک کارندہ آکر کہتا ہے کہ میں نے فلاں شخص اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی پیدا کر دی ہے تو وہ اسے قریب کر لیتا ہے اور کہتا ہے کہ ہاں تو نے واقعی کچھ کام کیا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اسلام میں بلا وجہ طلاق دینا تو درکنار طلاق کا نام تک زبان پر لانے کی سخت ممانعت ہے۔ اور اسی بنا پر سنسی مذاق کی طلاق کو بھی نافذ قرار دیا گیا ہے۔ تاکہ کوئی بھولے سے بھی اس کا تصور یا تلفظ نہ کرے۔ غرض طلاق پر بندش عائد کرنے کے جتنے بھی عقلی طریقے ممکن ہو سکتے تھے ان سب کو اسلامی شریعت نے اختیار کیا ہے۔

طلاق ایک معقول اور سائنٹیفک قانون | اس بحث سے بخوبی واضح ہو گیا کہ اسلامی شریعت ایک معیاری، معقول اور متوازن شریعت اور سائنٹیفک قانون | اور ایک سائنٹیفک قانون ہے جو آزاد جنسی تعلقات اور "ذواقیت" (جنسی مزہ

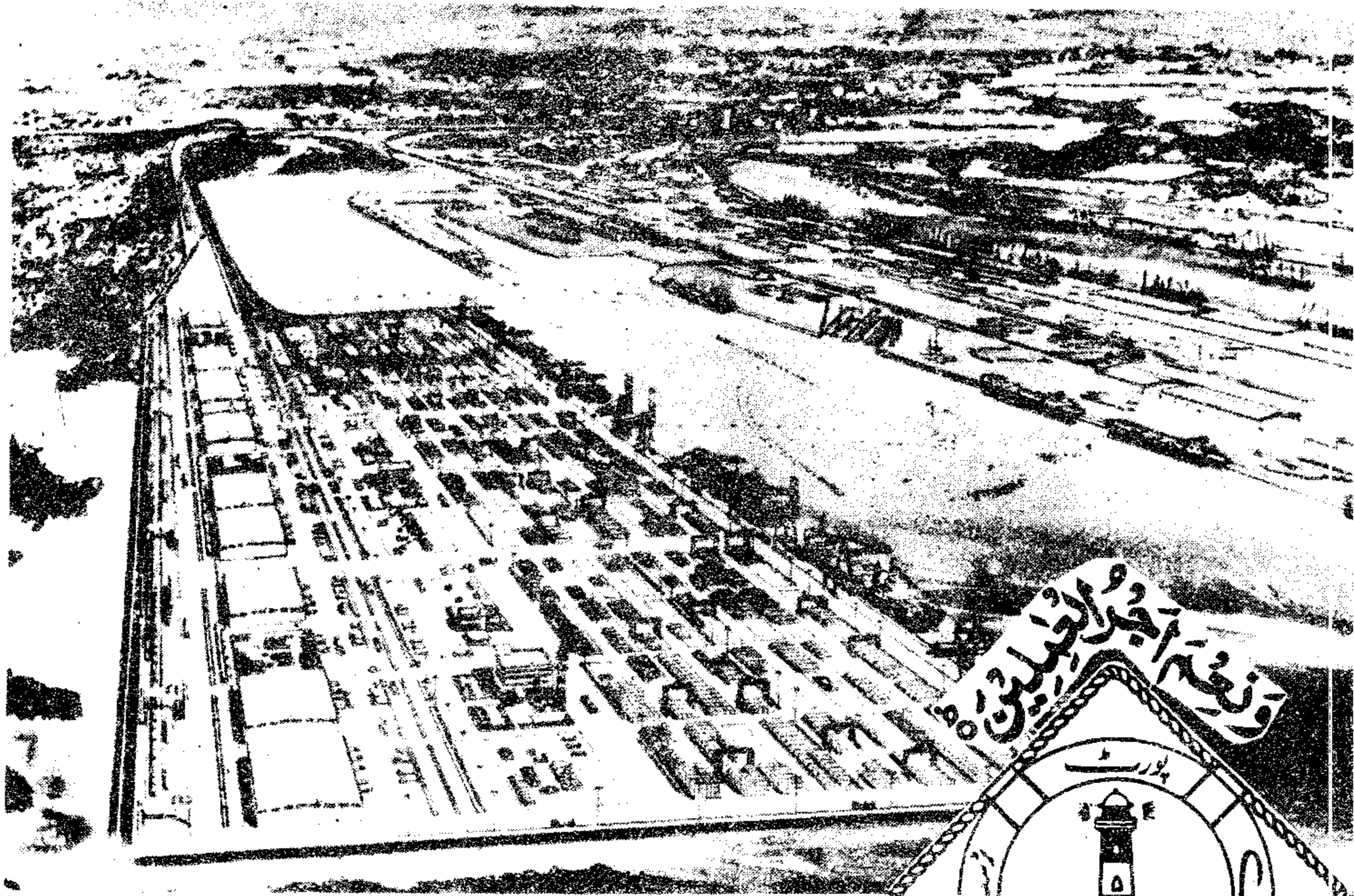
چکھنے پھرنے) پر پابندی عائد کرتے ہوئے صرف نکاح کی حدود میں اپنی جنسی خواہش پورا کرنے پر زور دیتی ہے۔ اور غیر نکاحی طریقوں سے اجتناب کرنے کی تاکید کرتے ہوئے ہر مرد اور عورت کو پاکیزہ زندگی بسر کرنے پر ابھارتی ہے۔ اور طلاق کی اجازت سخت مجبوری کی حالت میں دیتی ہے جب کہ اصلاح معاشرہ کے نقطہ نظر سے اس کے علاوہ اور کوئی پارہ کارنہ

رہ جائے۔ ظاہر ہے کہ اس اعتبار سے یہ قانون "دور وحشت" یا "قرون مظلمہ" کی کوئی یادگار نہیں بلکہ ایک معقول اور سائنٹیفک قانون ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ ایک زندہ اور ترقی یافتہ مذہب اور ایک صالح و متوازن معاشرے کے لئے قانون طلاق کو قبول کئے بغیر کوئی چارہ کار نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج دنیا کی اکثر و بیشتر متقدم قومیں جو عصر حاضر تک اس قانون کو قبول کرنے سے انکار کرتی تھیں وہ بھی اب بیسیویں صدی میں اسے قبول کرنے پر مجبور نظر آ رہی ہے۔ اور اس سلسلے میں عیسائیت اور ہندو مت کی واضح مثالیں ہمارے سامنے موجود ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ طلاق کا قانون اور رواج کوئی دقیانوسی چیز نہیں بلکہ موجودہ ترقی یافتہ دور کی ایک اہم ضرورت ہے۔ اور اسلام دنیا کا پہلا مذہب ہے جس نے چودہ سو سال پہلے ایک مکمل، معقول اور سائنٹیفک ضابطہ پیش کر کے عصر جدید کی بخوبی رہنمائی کی ہے۔ اور موجودہ ترقی یافتہ دنیا کو جلد بدیر اس مکمل ضابطہ کو تسلیم کئے بغیر کوئی چارہ کار نہیں ہے۔ کیونکہ یہ ضابطہ ہر قسم کے افراط و تفریط سے پاک جامع اور حکیمانہ ضابطہ ہے جس میں مرد اور عورت دونوں کے حقوق کی پوری پوری رعایت ملحوظ رکھی گئی ہے اور اس میں عورت پر ظلم یا اس کے حقوق پر دراندازی کا کوئی نشانہ بھی موجود نہیں ہے۔ جیسا کہ آج مخالفین اسلام بطور پروپیگنڈہ کہتے ہیں۔ بلکہ یہ قانون آج اکثر صورتوں میں عورت کی جان بچاتا ہے۔ اور خاص کر ہندوستان میں، جہاں پر جہیز کی وبا کے سبب سے ہزاروں عورتوں کو دن دھاڑے چلا کر یا گلا گھونٹ کر مار دیا جاتا ہے۔ اگر ہندو مذہب میں طلاق کا قانون عام ہوتا تو یہ صورت حال کبھی نہ پیش آتی۔ بلکہ بے کس و مظلوم عورتوں کی جان بچ جاتی۔

خلاصہ بحث | حاصل یہ کہ ایک صالح معاشرہ کی تعمیر کے لئے بعض اوقات طلاق کا ضابطہ نہایت ضروری ہوتا ہے۔ ہاں البتہ اس کا غلط استعمال خرابیاں پیدا کر سکتا ہے۔ لہذا اس معاملے میں افراط اور تفریط سے بچتے ہوئے اعتدال اور میانہ روی اختیار کرنا چاہئے۔ ظاہر ہے کہ نکاح کا مقصد محض یہ نہیں ہے کہ ایک مرد اور ایک عورت کسی نہ کسی طرح ایک دوسرے کے ساتھ بندھے رہیں۔ خواہ ان دونوں کے باہمی روابط کتنے ہی کشیدہ کیوں نہ ہوں بلکہ مقصد حقیقی یہ ہے کہ ان دونوں کے ملاپ سے ایک اچھی اور خوشحال زندگی وجود میں آئے۔ اور وہ دونوں اپنی زندگی کا سفر ایک دوسرے کے حقوق و واجبات کو ادا کرتے ہوئے خوش اسلوبی کے ساتھ طے کریں لیکن جب دونوں کے تعلقات سخت کشیدہ ہو جائیں۔ جس کی بنا پر یہ اندیشہ ہو جائے کہ وہ اللہ کی مقرر کردہ حدود (حدود الہی) کو قائم نہ رکھ سکیں گے تو اس صورت میں ان دونوں کا الگ ہو جانا ہی معاشرے کے حق میں بہتر ہو گا۔ اور اس قسم کے سخت حالات میں بھی علیحدگی کا دروازہ نہ کھولنا انسان سے اس کے آزادانہ حق انتخاب کو چھیننے کے مترادف ہو گا۔ ظاہر ہے جب کسی انسان کی ازدواجی زندگی اجیرن ہو گئی ہو اور وہ متوقع خوشیوں اور مسرتوں سے محروم ہو چکا ہو، مگر اس کے باوجود بھی اگر اسے علیحدگی کا حق نہ ملے تو اس کے سامنے دو ہی راستے رہ جاتے ہیں۔ یا تو وہ خودکشی کرے یا بچوں کا (باقی ملے گا)

محفوظ و قابل اعتماد مستعد بندر گاہ بندر گاہ کراچی جہازوں کی جنت



بندر گاہ کی خدمات کے جدید انداز کے ساتھ
عالمی تجارت کے لئے پُرکشش
پاکستانی معیشت کی تعمیر کے لئے کوشاں
ہماری کامیابیوں کی بنیاد

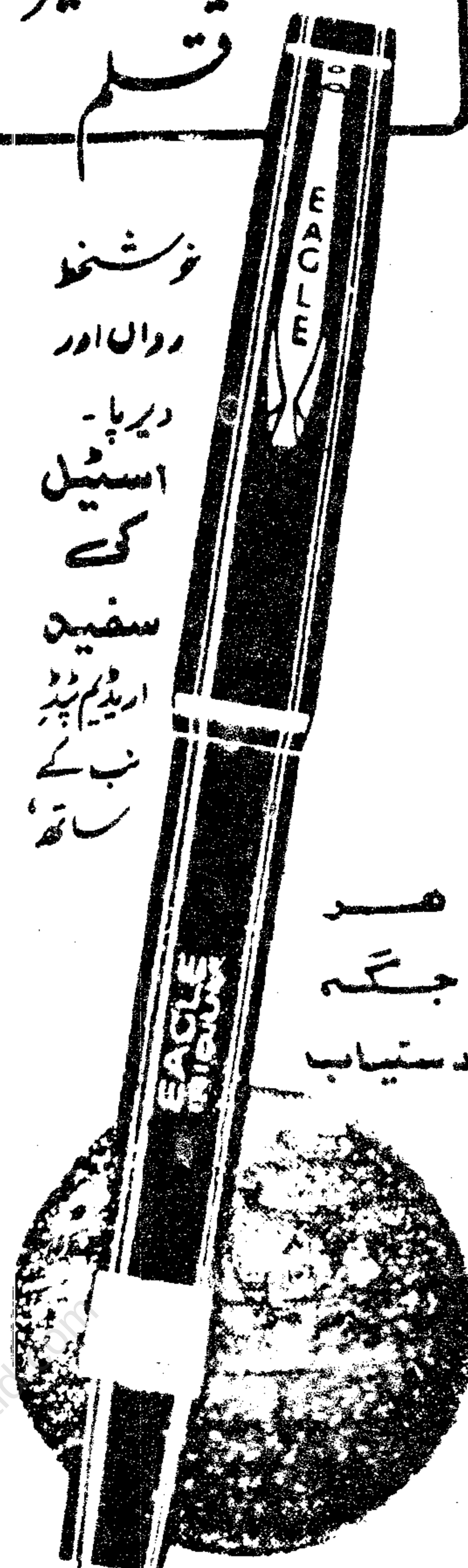
- انجینئرنگ میں کمال فن
- جدید ٹیکنالوجی
- مستعد خدمات
- پاکفائیت اخراجات
- مسلسل محنت

۲۱ ویں صدی کی جانب رواں بم

جدید مربوط کمپنیز ٹرمینلز
نئے مہربان پروڈکٹس ٹرمینلز
بندر گاہ کراچی شرقی کی جانب رواں

ایکل
ایک عالمگیر
قسم

خوشنود
رواں اور
دیرپا۔
اسٹیل
کے
سفید
ارڈیم پڈ
نب کے
ساتھ



مد
جنگہ
دستیاب

آزاد فریڈز
اینڈ کمپنی (پرائیویٹ) لمیٹڈ

**دلکش
دلنشیں
دلنریب**

حسین کے
پارچہ جات

کمزور لائق ستم نہیں
سب انظر علیہ
کشان پرش
ستم ہوسا
ایمان دہی
کمان پادین
پریش لٹ لٹ
جال سہا
جال سہا
لال
بول کارڈ
سلافت

حسین کے خوبصورت پارچہ جات
زمرت آنکھوں پر پہنے گئے ہیں
بلکہ آپ کی شخصیت کو بھی
نمایا دے ہیں۔ غنائیں ہوں یا

مردودوں کے جیوسات کیلئے
مردوں۔ حسیں کے پارچہ جات
شہر کی ہر بڑی دکان پر
دستیاب ہیں۔

FABRICS

خوش پوشی کے پیش رو

حسین ٹیکسٹائل مٹز
حسین اینڈ سٹریٹ لیمیٹڈ کراچی
جوبلی انٹرنیشنل ہوٹس رول آنڈ مینجمنٹ کراچی
نورالاحسن

پاکستان کا
نمبر
1
بائیکل

سُہراب